

بر صغیر میں محدثین کی خدمات حدیث، تاریخی و تجزیاتی جائزہ

Services of “Muhaddesin” in the sub-continent (A historical & critical analysis)

* پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر

* ڈاکٹر میونہ تمسم

ABSTRACT

After the Prophet ﷺ the Muslims all over the world associate themselves with him by following his pious deeds and acting upon his sayings (Hadith). The Muslims of the sub-continent have been very zealous in this respect and have done great job in this regard.

In the subcontinent, the sayings of the Holy Prophet reached with Islam during the era of pious caliphs. In those days, according to some traditions, 25 companions of the Holy Prophet ﷺ Sahaba (R.A) and 42 Tabe-i-en (those who had seen the Sahaba R.A i-e their successors) came to India and preached Islam.

This preaching was continued by later Muslims and the rulers like Mohammad Bin Qasim and Mehmood Ghaznavi. The services of great Muhaddeseen (narrators and illustrators of the sayings of the Holy Prophet ﷺ like Musa Bin Yaqoob, Yazid Bin Abi Kabsha, Abu Musa Israeel Bin Musa and Abu Hafs Rabi Bin Sabih are note worthy. They provided local people the knowledge of Hadith. These scholars earned fame and prestige by their great works in this field. Shah Waliullah wrote Mussffa and Maswwa, in subcontinent there are great many institutions like Jamia Salafiya Faisalabad, Jamia Ashrafia Lahore, Jamia Naeemia Lahore, Khair-ul-Madaras Multan, Jamia Mohommadia Gujranwala, Dar-ul-Hadith Delhi and Jamia Salafiya Banaras to teach the knowledge of Hadith.

Keywords: Services, Muhaddasin, subcontinent, preaching, Muslims.

* چیز میں شعبہ علوم اسلامیہ یونیورسٹی آف سرگودھا

* استٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج خواتین یونیورسٹی لاہور

عرب و ہند کے تعلقات بہت پرانے ہیں ان تعلقات کی تدامت کا اندازہ مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے البتہ اتنا دلچسپ سے کہا جا سکتا ہے کہ یہ روابط کرہ ارض پر انسانی وجود کے ساتھ ہی قائم چلے آرہے ہیں۔ فصل الانبیاء کی اہم کتب کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام جنت سے دنیا کی طرف بھیجے گئے تو وہ ارض ہند کے جنوبی علاقہ سری لکا میں اتارے گئے^(۱)۔ جب کہ ان کی بیوی حضرت حوا علیہما السلام سعودی عرب کے موجودہ شہر جدہ میں اتاری گئیں۔ حضرت آدم علیہ السلام ہند سے چل کر حضرت حوا علیہما السلام کو عرب میں عرفات کے میدان میں جامِ جو کہ مکرمہ کے قریب ہے^(۲)۔

یہ عرب اور ہند سے تعلق رکھنے والی ہستیوں کی پہلی ملاقات تھی۔ اس کے بعد زمانہ قدیم سے اب تک اہل ہندوستان سے عربوں کے تعلقات چلے آرہے ہیں۔ عرب لوگ تاجر پیشہ تھے وہ آس پاس کے مکون کی منڈیوں سے تجارتی مال لاتے اور لے جاتے تھے۔ عرب و ہند میں سندھ، مکران اور جنوبی عرب کے ساحل اس قدر قریب ہیں کہ ان کے درمیان تجارتی تعلقات اور دوسرے روابط قائم ہو جانا ایک ناگزیر اور فطری عمل تھا۔ عربوں اور ہندوستانیوں میں قدر مشترک بہت پرستی اور غیر اللہ کی پوجا تھی۔ عرب تاجر عموماً جنوبی ہند کی بذرگاہوں میں مال لاتے اور لے جاتے تھے۔ بعض عرب تاجروں نے جنوبی ہند کے ساحلی شہروں میں رہائش اختیار کر لی تھی۔ اس طرح قبل از اسلام ہی سے دونوں ممالک کے عوام ایک دوسرے سے متعارف تھے^(۳)۔

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام ہندوستان اور اس کی چیزوں سے واقف تھے۔ اور ان چیزوں میں مشک، کافور، زنجیل (اورک)، قرنفل (لوگ) فلفل (مرچ)، عود ہندی، قط ہندی، سانگ (ساگوان کی لکڑی)، ہندی تواریں شامل ہیں۔ یہاں کے بعض کپڑے بھی عرب میں استعمال کیے جاتے تھے۔ اکثر روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ان ہندوستانی اشیاء کو حضور ﷺ اور صحابہ کرام بھی استعمال فرماتے تھے۔ احادیث رسول ﷺ میں بھی ہندوستان کا تذکرہ موجود ہے۔ حدیث میں ہند کا لفظ آیا ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

((عَصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِي أَحْرَزَهُمَا اللَّهُ مِنَ النَّارِ عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ وَعِصَابَةٌ

تَكُونُ مَعَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ))^(۴)۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ سے محفوظ رکھا ہے۔ ایک وہ گروہ جو ہندوستان میں جہاد کرے گا اور دوسرا وہ جو حضرت علیؓ کا ساتھ دے گا۔

اہل ہندوستان کو ظہورِ اسلام کی خبر اسی وقت ہی پہنچ گئی تھی جب اس عالمگیر دین کا دروازہ اہل کمہ پر کھلا ^(۵)۔ تاریخ کے اوراق اس بات کے شاہد ہیں کہ وہ قافلے جو عرب و ہند کے درمیان بغرض تجارت روایاں تھے پہلے پہل اسلام نے انہی کے ہاتھوں ہندوستان کی سرحد پر کی ^(۶)۔ مگر بر صغیر میں خلفائے راشدین کے زمانہ میں باقاعدہ اسلام آگیا تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے میں مغربی ہندوستان میں ممبئی اور تھانہ میں مسلمانوں کی آبادیاں وجود میں آپکی تھیں۔ عام طور پر یہ تابعین تھے جو ہندوستان میں آئے اور جن کی آبادیاں بر صغیر میں قائم ہوئیں۔ انہی تابعین کے ہاتھوں میں بر صغیر میں اسلام باقاعدہ طور پر داخل ہوا ^(۷)۔

رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے بعد جب اسلامی فتوحات کا دائرة وسیع ہوا اور خلفائے راشدین نے مختلف بلا و امصار میں صحابہ و تابعین دینی تعلیم کے لیے روانہ کیے تو انہوں نے احادیث و شرائع کی اشاعت کی۔

امام ابن ابی حاتم لکھتے ہیں۔

”ثُمَّ تَفَرَّقَ الصَّحَابَةُ فِي النَّوَاحِي وَالْأَمْصَارِ، وَالنَّفُورُ فِي فَسْوَحِ الْبَلْدَانِ
وَالْمَغَازِي وَالْأَمَارَةِ وَالْقَضَاءِ وَالْحُكْمَ، فَبَعَثَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ فِي نَاحِيَةٍ
وَبِالْبَلْدِ الَّذِي هُوَ بِهِ، مَا وَعَاهُ وَحْفَظَهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَحَكَمُوا بِحُكْمِ
اللَّهِ عَزَّوَجْلَهُ، وَامْضَوُا بِالْأُمُورِ عَلَى مَاسِنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ“ ^(۸)۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے بعد صحابہ کرام مختلف شہروں، علاقوں اور سرحدوں میں فتوحات، مغازی، امارات، قضاء اور احکام کے سلسلے میں پھیل گئے اور ان میں سے ہر ایک نے اپنے علاقہ اور شہر میں رسول اللہ ﷺ سے جو احادیث سن رکھی تھیں، سب کو عام کیا اور ان حضرات نے اللہ تعالیٰ کے احکام اور رسول اللہ ﷺ کی سنن جاری کیں اور رسول اللہ ﷺ کے طریقہ پر امور و معاملات کو چلایا۔

حافظ ابن کثیر^ر، محمد بن قاسم^ر کے ضمن میں لکھتے ہیں:

”وَقَبْلَ ذَلِكَ قَدْ كَانَ الصَّحَابَةُ فِي زَمْنٍ أَعْمَرٍ وَعَثْمَانٌ فَتَحُوا غَالِبٌ هَذَا

الْأَقْالِيمُ الْكَبَارُ مُثْلُ الشَّامَ وَمِصْرَ وَالْعَرَاقَ وَالْيَمَنَ وَأَوَّلَيْلَ بِلَادِ الْتُرْكِ

وَدَخَلُوا إِلَى مَا وَرَاءَ النَّهَرِ وَأَوَّلَيْلَ بِلَادِ الْمَغْرِبِ وَأَوَّلَيْلَ بِلَادِ الْهَنْدِ“^(۴)۔

ترجمہ: سندھ میں محمد بن قاسم^ر کی فتوحات سے پہلے حضرت عمر^ر اور حضرت عثمان^ر کے زمانے

میں صحابہ کرام^ر نے ان اطراف کے اکثر حصہ کو فتح کیا اور شام، مصر، عراق، یمن اور

اوائل بلاد ترک کے وسیع و عریض اقالیم میں پہنچے۔ نیز وہ حضرات علاقہ ماوراء النهر،

اوائل بلاد مغرب اور اوائل ہند میں داخل ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد پندرہ بھری کو حضرت عمر فاروق^ر کے دور میں صحابی رسول

عثمان بن ابی العاص الشفیع^ر نے ہندوستان پر لشکر کشی کی^(۵)۔ اس کے علاوہ مزید ہندوستان کے خلاف مہموں

میں جن صحابہ^ر نے حصہ لیا ان میں سے یہ نام ملتے ہیں۔ ۱۔ عبد اللہ بن عبد اللہ عقیق۔ ۲۔ عاصم بن عمر تمییزی۔

۳۔ صحار بن العبدی۔ ۴۔ سہیل بن عدنی۔ ۵۔ الحکم بن ابی علی ثقفی^(۶)۔ انہی سے بر صغیر میں باقاعدہ علم

حدیث کا آغاز ہوا۔ کیوں کہ صحابہ کرام^ر کے تمام اقوال و افعال حدیث رسول اللہ ﷺ کے مطابق ہوا

کرتے تھے۔ جیسا کہ تاریخ کے مطالعہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کئی ایک صحابہ ہند آئے وہ اس ملک میں علم

حدیث کی اشاعت کے پلے پھرتے مدرسے تھے۔ تاہم یہ ضرور کہا جاستا ہے کہ اس زمانے میں حالات

ایسے تھے جن میں اشاعت حدیث کا کام پوری توجہ سے انجام نہیں دیا جاسکتا تھا^(۷)۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی لکھتے ہیں:

”صحابہ کرام کا بہر قول ہر عمل حدیث رسول ﷺ اور ارشادات پیغمبر سے ہم آہنگ تھا۔

وہ جہاں جاتے فرمائیں بیوت ﷺ ان کے ساتھ جاتے، جن سے زندگی کے تمام شیب و

فرماز میں رہنمائی حاصل کرتے تھے۔ بر صغیر پاک و ہند میں بھی احادیث مبارکہ کا قلب

نواز گنجینہ اور روح پروردخیرہ ان کے ساتھ آیا۔ آنحضرت ﷺ کے دنیا سے تشریف

لے جانے کے چار سال بعد 15 بھری میں صحابہ کرام^ر کی جو جماعت آئی، وہ حدیث رسول

ﷺ اپنے ساتھ لائی“^(۸)۔

بھٹی صاحب مزید لکھتے ہیں:

"بر صغیر میں اسلام کے یہ اوپریں نقوش ہیں، جو پہلی مرتبہ ۱۵ ہجری میں اس کی سطح ارض پر ابھرے اور پھر تاریخ کے ایک خاص تسلسل کے ساتھ پوری تیزی سے لمحہ بہ لمحہ ابھرتے اور نمایاں ہوتے چلے گئے" ^(۱۴)۔

بر صغیر میں تشریف لانے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جن کے نام و حالات آج کتب میں دستیاب ہیں ان کی تعداد قاضی اطہر مبارک پوری کے مطابق ۱۷ ہے۔ قاضی محمد اسلم سیف اور مولانا محمد اسحاق بھٹی کے مطابق ۲۵ ہے۔ جن میں مدرک اور صغار صحابہ بھی شامل ہیں۔ ان میں سے ۱۲ حضرت عمر فاروق [ؓ] کے عہد خلافت میں، پانچ حضرت عثمان [ؓ] کے دور خلافت میں، تین حضرت علی [ؑ] کے دور امارت میں، چار حضرت معاویہ [ؓ] کے عہد حکومت میں اور ایک نے یزید بن معاویہ کے دور حکمرانی میں بر صغیر میں قدم رنجاں فرمایا ^(۱۵)۔

بر صغیر میں تشریف لانے والے صحابہ کرام

ا۔ حضرت عثمان بن ابی العاص [ؓ] ثقیفی: یہ جلیل القدر صحابی قبلہ بنو ثقیف سے تعلق رکھتے تھے اور طائف کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے رمضان المبارک ۹ ہجری کو بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر تقریباً ۱۶ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ ۱۳ ہجری کو خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق [ؓ] نے ان کو بصرہ میں معلم مقرر کر دیا تھا۔ پھر ۱۵ ہجری میں حضرت عمر [ؓ] نے انبیاء عمان اور بحرین کے علاقوں کا گورنر بنا دیا۔ اسی سال حضرت عثمان بن ابو العاص [ؓ] نے عمان میں ایک بھری بیڑا تیار کرایا اور اپنے چھوٹے بھائی حضرت حکم بن ابی العاص [ؓ] کی قیادت میں اسے ہندوستان کی طرف روانہ کیا۔ اسلامی حکومت کا یہ پہلا بھری بیڑا تھا جو رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی [ؓ] کے حکم سے تیار کیا گیا اور یہی وہ اوپریں بھری بیڑا ہے جو موجودہ جغرافیائی اعتبار سے بسمی کے قریب تھا اور بھڑوچ کی بندرگاہوں کی طرف حرکت کنناں ہوا۔ مجاہدین اسلام نے ان بندرگاہوں کو خیک کیا، لیکن ان پر قبضہ برقرار نہیں رکھا اور واپس عمان چلے گئے۔ ہندوستان کے کسی علاقے میں عرب مسلمانوں کا یہ پہلا حملہ تھا۔ یا یوں کہیے کہ یہ پہلا کارروان تہذیب اسلامی اور اوپرین قافلہ حاملین حدیث رسول ﷺ تھا جو عازم ہند ہوا۔ صحابی رسول ﷺ حضرت عثمان بن ابی العاص [ؓ] نے مشہور روایت کے مطابق ۵۵ ہجری میں وفات پائی ^(۱۶)۔

۲۔ حضرت حکم بن ابی العاص ثقة : یہ حضرت عثمان ابی العاص کے چھوٹے بھائی تھے۔ یہ پندرہ ہجری کے بعد ہندوستان میں آئے، بلاد سندھ و ہند میں سے بندر گاہ تھانہ، بھڑوچ، دیبل اور مکران کے علاقہ میں یلغار کی اور زندگی کے آخری ایام بصرہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے اور وہاں ۴۵ ہجری میں وفات پائی۔^(۱۷)

۳۔ حضرت مغیرہ بن ابی العاص ثقة : یہ بھی حضرت عثمان ثقة کے بھائی ہیں۔ اور انہوں نے اپنے بھائیوں کے ساتھ ہی بر صغیر میں کئی ایک مقامات پر فتوحات حاصل کیں۔ انہوں نے زندگی کے آخری ایام بصرہ میں گزارے اور وہاں ان کا انتقال ہوا۔^(۱۸)

۴۔ ربع بن زیاد حارثی ثقة : یہ عرب کے قبیلہ بنو مذحج سے تعلق رکھتے تھے۔ ۷ ہجری کو عہد فاروقی میں حضرت ابو موسیٰ اشعری ثقة نے حضرت ربع کو مختلف حاذوں پر لشکر اسلامی کا کمانڈر بنا کر بھیجا تو انہوں نے نہایت بہادری کا مظاہرہ کیا اور ہر حاذ پر داد شجاعت حاصل کی۔ اس زمانے میں سجستان کا زیادہ علاقہ سندھ میں شامل تھا اور کچھ حدود ایران میں واقع تھا، اس حاذ پر بھی وہ گئے اور فتح و نصرت کے جھنڈے گاڑے۔ عہد فاروقی میں انہوں نے زرخ، زالق، کابل، سیستان، کرمان اور مکران کی جنگوں میں شرکت کی۔ کرمان، مکران اور سیستان کے گورنر بھی رہے۔ ان میں سے بعض علاقوں کا کچھ حصہ اس عہد میں پاکستان کے موجودہ صوبہ بلوچستان میں اور کچھ حصہ سندھ میں شامل تھا۔ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقی رض کے دورِ خلافت میں ان علاقوں میں حضرت ربع نے جو سلسلہ جہاد شروع کیا تھا، وہ حضرت معاویہ رض کے زمانہ حکومت میں بھی جاری رہا۔ حضرت ربع بن زیاد حارثی نبی مجھی چوتھے صحابی رسول ﷺ میں جو حضرت عمر فاروقی رض کے دورِ خلافت میں بسلسلہ جہاد وارد بر صغیر ہوئے۔ اس نواحی میں نبی ﷺ کی احادیث کی تبلیغ فرمائی۔ انہوں نے عہدِ معاویہ میں ۱۵ ہجری کو یا اس سے کچھ عرصہ بعد وفات پائی۔^(۱۹)

۵۔ حضرت حکم بن عمرو بن مجدد ثقة : عرب کا ایک مشہور قبیلہ بنو غفار تھا، حس کی ایک شاخ بنو ثعلب کہلاتی تھی۔ موصوف کا تعلق بنو غفار کی اسی شاخ سے تھا۔ اسی وجہ سے انہیں ثقة غفاری کہا جاتا ہے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقی رض نے ۷ ہجری میں حضرت حکم کو مکران کا ولی مقرر کیا اور لواء مکران سے نوازا۔ ۲۳ ہجری میں حضرت حکم نے پورے علاقہ مکران پر چڑھائی کی اور اسے فتح کیا۔ مکران کا یہ وہ حصہ تھا جو موجودہ بلوچستان میں شامل تھا۔ مکران اور اس کے قرب و جوار کا مکران اس زمانے میں راجا اسل تھا جو ایرانیوں کا طرف دار اور با جگزار تھا۔ اس نے مسلمانوں کے ہاتھوں بری طرح شکست کھائی۔ حضرت

معاویہؓ نے اپنے دور حکومت میں حضرت حکم کو خراسان کا ولی مقرر کر دیا تھا۔ بہ اختلاف روایات انہوں نے ۵۰ یا ۵۱ ہجری کو خراسان میں وفات پائی (۲۰)۔

۶۔ حضرت عبد اللہ بن عبد اللہ عقبان انصاری: ۲۳ ہجری میں عبد اللہ بن عبد اللہ انصاریؓ کو مکران (بلوچستان) بھیجا گیا۔ اس وقت مکران میں حضرت حکم بن عمرو غفاری مصروف جہاد تھے۔ عبد اللہ بن عبد اللہ انصاری نے جہاد مکران میں حکم بن عمرو غفاری کی مدد کی (۲۱)۔

۷۔ حضرت سہل بن عدی بن ماک خزری انصاریؓ: حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت ابو موسیٰ الشعراً کو خط لکھا کہ سہل بن عدی کو مکران کا ولی مقرر کر دیا جائے۔ چنانچہ حضرت سہل مکران گئے اور علاقہ مکران اور اس کے گرد نواحی کی فتوحات میں نمایاں کردار ادا کیا، جس میں حضرت عبد اللہ بن عبد اللہ انصاریؓ نے بھی ان کی مدد کی۔ حضرت حکم بن عمرو غفاری بھی ان معزکوں میں شریک تھے۔ یہ تینوں بزرگ رسول اللہ ﷺ کے صحابیؓ تھے۔ یہ ۲۳ ہجری کا واقعہ ہے۔ اسی سال بلوچستان کے بعض علاقوں فتح کیے گئے (۲۲)۔

۸۔ حضرت شہاب بن مخارق تیمیؓ: حضرت حکم بن عمرو غلبی جب مکران میں مصروف پیکار تھے تو یہ وہاں پہنچے اور شریک جہاد ہوئے۔ اس طرح ارض بر صغیر کو ان کی قدم بوسی سے بہرہ یاب ہونے کی سعادت حاصل ہوئی (۲۳)۔

۹۔ حضرت صحار بن عباس عبدیؓ: یہ صحابیؓ میں دربار نبوی میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور جنگ مکران میں حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت میں شرکت کی (۲۴)۔

۱۰۔ حضرت عاصم بن عمرو تیمیؓ: انہوں نے جنگ قادسیہ میں بھی حصہ لیا اور فتح عراق میں بھی شامل رہے۔ اسی طرح نواحی میں یلغاری اور سمجھستان کے قرب و جوار کا وہ علاقہ جو سندھ سے ملتی تھا ان کی مجاہدانہ سرگرمیوں کی زد میں آیا اور مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوا (۲۵)۔

۱۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمیر اشجعیؓ: حضرت عبد اللہ بن عمیر اشجعی رسول اللہ ﷺ کے وہ صحابی ہیں جو عہد فاروقی میں ۲۳ ہجری کو جنگ سمجھستان میں حضرت عاصم بن عمرو تیمیؓ سے ملے اور ان دونوں کی جدوجہد سے وہ علاقہ فتح ہوا جو اس زمانے میں بلاد سمجھستان سے لے کر سندھ کے اندر ونی حصے تک پھیلا ہوا تھا اور دریائے پنج بھی اس میں شامل تھا (۲۶)۔

۱۲۔ حضرت نسیر بن دیسم بن شور عجیٰ: ان کو عرب کے قبیلہ بنو عبد العزیز کے فرد شمار کیا جاتا ہے۔ ۲۳ ہجری میں جب حضرت سہل بن عدیٰ نے علاقہ قصص یعنی موجودہ بلوچستان کا کچھ حصہ فتح کیا تو یہ ان کے ساتھ تھے (۲۷)۔

۱۳۔ حضرت حکیم بن جبلہ عبدیٰ: یہ صحابی عرب کے قبیلہ بنو عبد العزیز سے تعلق رکھتے تھے اور یہ پہلے مسلمان سیاح تھے جو سیاحت کی غرض سے بر صغیر پاک و ہند کے بعض علاقوں میں آئے اور وہاں کے حالات و قوائیں سے واقعیت حاصل کی۔ پھر دوبارہ حضرت عثمان غنیٰ کی خلافت میں ان کو بر صغیر پاک و ہند میں آنا پڑا اگر زندگی کے آخری ایام بصرہ میں گزارے اور وہاں پر کسی نے ان کو شہید کر دیا (۲۸)۔

۱۴۔ حضرت عبید اللہ بن معمر قریشی تھیٰ: حضرت عثمان غنیٰ کے عہد خلافت میں انہیں فوج کا ایک دستہ دے کر مکران اور سندھ کی طرف بھیجا گیا تھا فتوحات مکران میں انہوں نے بڑی بہادری کا ثبوت دیا۔ اور مشہور روایت کے مطابق اصطخر کے ایک معمر کے میں جام شہادت نوش کیا (۲۹)۔

۱۵۔ حضرت عمر بن عثمان بن سعد: ۲۹ ہجری کے قریب حضرت عثمان نے مکران کا امیر بنان کر ان کو بھیجا تھا۔ اور یہ کافی عرصہ وہاں پر اپنی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اور مشہور روایت کے مطابق ملک شام میں داعی احمد کو لبیک کہا (۳۰)۔

۱۶۔ حضرت مجاشع بن مسعود بن شعبہ سلمیٰ: حضرت مجاشع نے موجودہ افغانستان کے دارالحکومت کابل میں اسلامی فوج کے ایک دستے کی کمان کرتے ہوئے مخالفین اسلام سے جماد کیا۔ اور حضرت عثمان کے عہد خلافت میں ہی پاکستان کے صوبے بلوچستان میں مخالفین اسلام سے جنگ کی اور اس سے ملحقة علاقہ سجستان پر علم فتح لہرایا (۳۱)۔

۱۷۔ حضرت عبدالرحمن بن سرہ قریشی تھیٰ: موصوف نے عراق اور فارس کی بعض جنگوں میں حصہ لیا۔ ۲۳ ہجری میں انہیں سجستان کا ولی مقرر کیا گیا اور ہندوستان کے سرحدی علاقوں پر بھی انہوں نے حملہ کیے اور کچھ علاقوں کو فتح بھی کیا۔ زندگی کے آخری ایام بصرہ میں گزارے اور مشہور روایت کے مطابق ۵۱ ہجری کو وہیں فوت ہوئے (۳۲)۔

۱۸۔ حضرت خریت بن راشد ناجی سامیٰ: سنہیں ہجری میں حضرت علیؑ مند خلافت پر فائز تھے تو حضرت خریت وارڈ مکران ہوئے۔ اس طرح ارض بر صغیر کو ان کی قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی (۳۳)۔

- ۱۹۔ حضرت عبد اللہ بن سوید تیمیؓ: یہ صحابیؓ مختصر مضمون تھے۔ حضرت علیؓ کے دور خلافت میں علاقہ سندھ کی ایک جنگ میں شریک ہوئے^(۳۲)۔
- ۲۰۔ حضرت کلیب ابو واٹلؓ: ان کے بارے میں صرف اتنا ہی معلوم ہوا کہ یہ حضرت علیؓ کے دور خلافت میں سرز میں بر صغیر میں تشریف لائے تھے^(۳۳)۔
- ۲۱۔ حضرت مہلب بن ابو صفرہ از دیؓ: عہد معاویہ میں ۴۳۲ ہجری کو حضرت مہلبؓ فوجی کی حیثیت سے حدود ہند میں داخل ہوئے اور پھر بر صغیر کے بعض دور دراز علاقوں کو پاہال کرتے چلے گئے۔ اسی اثناء میں سندھ کے ایک شہر قندابیل کا رخ بھی کیا۔ بالآخر اس عظیم مرد مجاهد اور صحابی رسول نے ایران کے شہر مرو میں ۴۸۳ ہجری کو وفات پائی^(۳۴)۔
- ۲۲۔ حضرت عبد اللہ بن سوار بن حمام عبدیؓ: حضرت عبد اللہؓ کو حضرت معاویہؓ نے ۴۳۳ ہجری میں ۴۰۰۰ فوج کے ساتھ حدود ہند کی طرف روانہ کیا۔ جہاں وہ جہاد میں مصروف رہے۔ بالآخر حضرت عبد اللہؓ نے ۴۳۷ ہجری کو قلات میں ترک باشندوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمایا^(۳۵)۔
- ۲۳۔ حضرت یاسر بن سوار بن حمام عبدیؓ: یہ حضرت عبد اللہؓ کے بھائی تھے اور دور معاویہ میں ان کے ساتھ ہی حدود ہند میں جہاد میں شریک رہے^(۳۶)۔
- ۲۴۔ حضرت سنان بن سلمہ ہذلیؓ: حضرت معاویہؓ کی خلافت میں زیاد بن ابی سفیان نے ۵۰ ہجری میں ان کو جنگ کے لیے فوج کا امیر بنائا کہ ہندوستان بھیجو۔ انہوں نے جماں بن یوسف کے دور آخر میں ۵۹ ہجری کو وفات پائی^(۳۷)۔
- ۲۵۔ حضرت منذر بن جارود عبدیؓ: حضرت علیؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں منذر کو صظر کا ولی مقرر کیا تھا۔ پھر یزید بن حکومت میں عبد اللہ بن زیاد کے کہنے پر ۶۰ ہجری میں حضرت منذر کو ہند کی سرحدوں کی طرف روانہ کیا گیا۔ بوقان، قلات اور خضدار کی جگتوں میں انہوں نے نمایاں کامیابی حاصل کی۔ ایک روایت کے مطابق ۶۲ ہجری میں سندھ کے مفتوحہ علاقوں کی عمارت اور گورنری کا منصب ان کے سپرد رہا۔ اسی اثناء میں ان کی وفات ہوئی^(۳۸)۔
- اصحاب الحدیث کا اولین کارروائی صحابہ کرامؓ کا تھا۔ جو وارد ہند ہوا۔ ان حضرات کا اصل مقصد اہل ہند کو ان پاکیزہ اخلاق و کردار، صاف ستری تہذیب و ثقافت اور تعلیم شانتگی کی ان بلند ترین اقدار

سے فیض یا بکرنا تھا جن کو اسلام میں بنیادی اور اساسی حیثیت حاصل ہے۔

سر زمین عجم پر فتوحات کا جو سلسلہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں شروع ہوا وہ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد ۹۲ھ میں اموی دور حکومت میں مکمل ہوا جبکہ اس وقت ولید بن عبد الملک سلطنت اسلامی کے فرمانرو اور حجاج بن یوسف کوفہ کے گورنر تھے، حجاج کے بھتیجے محمد بن قاسمؓ نے اسال کی عمر میں دبیل کے راستے سندھ میں داخل ہو کر سندھ کو فتح کیا۔ اس وقت سندھ پر ہندو بادشاہ راجہ داہر حکومت کر رہا تھا، اس معرکہ میں مسلمانوں نے سندھ کا ایک وسیع علاقہ فتح کیا اور راجہ داہر قتل کر دیا گیا، کثیر مقدار میں مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ سندھ میں اسلامی علوم کے آغاز اور ان کی اشاعت کے بارے میں سب سے پہلا اور باقاعدہ تحریری ثبوت محمد بن قاسمؓ کی فتح سندھ سے ملتا ہے۔ واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ عرب فوج میں قرآن مجید کے بہت سے قاری تھے جن کو حجاج نے یہ تاکید کی تھی کہ وہ قرآن کی قرأت پابندی سے کیا کریں^(۲۱)۔

محمد بن قاسمؓ کے ہندوستان پر حملہ نے اشاعت و تبلیغ اسلام کے مشن کو بہت تقویت پہنچائی تھی۔ بر صغیر کے سندھ اور پنجاب کے خطوط میں دروس قرآن و حدیث کے عظیم مرکزوں مدارس قائم ہوئے۔ جن میں جلیل القدر تابعین و تبع تابعین قرآن و حدیث و دیگر اسلامی علوم کی درس و تدریس کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ محمد بن قاسمؓ نے موسی بن یعقوب الشتفیؓ کو باقاعدہ درس حدیث پر مقرر فرمایا^(۲۲)۔

اس طرح سندھ کی جانب سے بر صغیر میں اسلام پہلی صدی ہجری میں داخل ہوا، اسی مناسبت سے سندھ کو ”باب الاسلام“ کہا جاتا ہے۔ سندھ فتح ہونے کے بعد اہل عرب کثرت سے سندھ میں آنے لگے اور اہل سندھ نے بھی عرب کی آمد و رفت شروع کر دی۔ اہل عرب اور اہل ہند کی آمد و رفت کے نتیجہ میں اہل ہند اور خصوصاً اہل سندھ کو علوم دینیہ کے حصول کا شوق و جذبہ پیدا ہوا اور اہل عرب سے قرآن و حدیث کے علوم حاصل کرنے شروع کیے۔ علوم دینیہ میں علم تفسیر اور حدیث کو خصوصی و امتیازی مرتبہ حاصل تھا، اس لیے انفرادی دروس کے علاوہ مرکزوں علم بھی قائم کیے گئے اور علماء بھی تیار ہوئے مثلاً ابو معشر نجح بن عبد الرحمن سندھیؓ یہ مشہور محدث اور معروف تبع تابعی تھے انہوں نے ابو مامہ سہل بن حنیفؓ کو دیکھا ہے۔ بے شمار تابعین کرام سے انہوں نے حدیث کا سماع کیا مثلاً: محمد بن کعب قرظی، نافع

مولیٰ ابن عمر، سعید مقبری، محمد بن منکد راور، شام بن عروہ وغیرہ۔ اس سند ہی محدث اور تبع تابعی کا رنگ سرخ، آنکھیں نیل گول اور جسم بخاری بھر کم تھا۔ عباسی خلیفہ مہدی ان کو اپنے ساتھ عراق لے گیا تھا اور ایک ہزار دینار عطا کیے تھے۔ وہ ان سے بہت محبت کرتا تھا۔ اس نے ان سے لوگوں کو تعلیم دینے کی درخواست کی تھی، ابو معشر^(۲۰) اور رمضان میں فوت ہوئے اور ان کی عمر ناؤے سال تھی۔ اسی سال ہارون الرشید تختِ خلافت پر متمکن ہوا۔ خلیفہ ہارون الرشید نے ان کا جنازہ پڑھایا اور ان کی موت پر حزن و ملال کا اظہار کیا۔ بغداد کے مقبرۃ الکبیرہ میں دفن کیے گئے^(۲۱)۔ ابو عبد اللہ محمد بن رجاء سند ہی^(۲۲) - حافظ ابو بکر محمد بن محمد بن رجاء السند ہی^(۲۳) (۵۲۸۶ء / ۲۸۶ھ) - ابو جعفر محمد بن ابراہیم دیبلی^(۲۴) (۵۳۲ء / ۲۳۲ھ) - دیبل کراچی کا نام تھا۔ جسے محمد بن قاسم^(۲۵) نے فتح کیا۔ اس کی فتوحات کے واقعات مشہور ہیں^(۲۶)۔ ابو جعفر بن خطاب قصرداری^(۲۷) - قصردار (قزدار) سندھ کا بڑا مشہور شہر تھا جسے مسلمانوں نے سنان بن سلمہ^(۲۸) کی قیادت میں فتح کیا جو کہ علم حدیث کا بہت بڑا مرکز تھا^(۲۹)۔

سندھ کے علاوہ شمالی مغربی سرحدی صوبہ کی جانب سے سلطان محمود غزنوی نے ۵۳۹۲ھ / ۱۰۰۲ء میں داخل ہو کر اسلام کے فروغ و اشاعت کی راہ ہموار کی۔ غزنوی عہد حکومت میں اسلام کی چڑیں لاہور اور گردونواح میں مستحکم ہو گئیں^(۳۰)۔ سلطان محمود غزنوی کا حدیث رسول ﷺ سے بہت تعلق تھا وہ تبع سنت نبوی تھے۔ اور اس کو راجح کرنے کا ان کا بڑا بحاجان تھا۔

بر صغیر میں تابعین کی ایک کثیر تعداد تشریف لائی، جن کی تفصیل مشہور مؤرخ محمد اسحاق بھٹی نے اپنی کتاب میں نقل کی ہے۔ ان میں سے ۳۲ تابعین کے اسماء ملئے ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں:

ابن اسید بن اخنس^(۳۱)، ابو شیبہ جوہری^(۳۲)، تاغر بن ذعر^(۳۳)، حاتم بن قبیصہ^(۳۴)، حکم بن منذر^(۳۵)، عبدی^(۳۶)، راشد بن عمرو بن قیس ازدی^(۳۷)، زائدہ بن عمیر طائی کوفی^(۳۸)، زیاد بن حواری عجمی^(۳۹)، ابو قیس زیاد بن رباح بصری^(۴۰)، حکم بن عوانہ کلبی^(۴۱)، معاویہ بن قرہ مزنی بصری^(۴۲) (۱۱۳ھ)، کھول بن ابو عبد اللہ سند ہی^(۴۳) (۱۱۳ھ)، عبد الرحمٰن بن عباس^(۴۴)، عبد الرحمٰن سند ہی^(۴۵) (۱۱۳ھ)، قطن بن مدرک کلبی^(۴۶)، قیس بن شعبہ^(۴۷)، کہس بن حسن بصری^(۴۸) (۱۱۳ھ)، یزید بن ابو کبشہ سککی دمشقی^(۴۹) (۱۱۳ھ)، موسیٰ سیلانی^(۵۰)، موسیٰ بن یعقوب شقیری^(۵۱)، عبد الرحمٰن کندی^(۵۲)، عبد الرحمٰن بیتلانی^(۵۳)، عمر بن عبد اللہ قرشی تیمی^(۵۴) (۱۱۳ھ)، شمر بن عطیہ بن عبد الرحمٰن اسعدی^(۵۵) (۱۱۳ھ)، سعید بن اسلام کلبی^(۵۶)، سعید بن کندریر

قیشری^(۷۵)، سعد بن ہشام انصاری^(۷۶)، عبدالرحمن بن عبد اللہ^(۷۷)، حارث بن مرہ عبدی^(۷۸)، حارث بیلماں^(۷۹)، ایوب بن زید بہالی^(۸۰)، حری بن حری باہلی^(۸۱)، عباد بن زیاد بن ابوسفیان^(۱۰۰)، ایوب بن زید بہالی^(۸۲)، ریبع بن صبح سعدی، بصری^(۸۳)، مجاص بن سعر تمی^(۸۴)، عطیہ بن سعد عوفی^(۱۱۱)، حسن بصری^(۱۰)، صفی بن فل شیبانی^(۱۲۰)، ایوب بن فضالہ ذہلی^(۸۵)، ابو سلمہ زاطی^(۸۶)، محمد بن قاسم^(۸۷)، حباب بن فضالہ ذہلی^(۹۰)۔

تمام تابعین عظام قرآن و سنت کے شیدائی تھے ان کے زمانہ میں قال اللہ و قال الرسول ﷺ
کے علاوہ کوئی آواز ہی نہ آتی تھی کیونکہ مروجہ مذاہب اربعہ یادوسرے ظاہری مذہب وغیرہ کا نام نشان ہی نہ تھا۔

بر صغیر میں تبع تابعین^{۸۸} :

بر صغیر میں صحابہ کرام اور تابعین^{۸۹} کی طرح کثیر تعداد میں تبع تابعین بھی تشریف لائے۔ لیکن جن کے نام و حالات تاریخ نے محفوظ کیے، ان کی تعداد تابعین^{۹۰} کی نسبت تھوڑی ہے۔ ان صحابہ، تابعین^{۹۱} اور تبع تابعین^{۹۲} نے اسلام کے ابتدائی عہد میں بر صغیر کا عزم کیا اور انہیں کی کوششوں سے اسلام اور علم حدیث بر صغیر تک پہنچا۔

ابتدائی چار صدیوں میں ہندوستان میں لوگوں کا رجحان صرف حدیث نبوی کی طرف تھا کیونکہ جب اسلام ہندوستان میں داخل ہوا تو قرآن و حدیث کے علاوہ اور کسی چیز کا وجود نہیں تھا۔ لوگ علماء اور محدثین کا بہت احترام کرتے تھے۔ چنانچہ ابوالقاسم مقدسی^{۹۳} جس نے سلطان محمود غزنوی کے حملہ سے پہلے ۳۷۵ھ میں سندھ کو دیکھا۔ وہ اس خطے کے متعلق لکھتا ہے: ”ان میں سے اکثر لوگ حدیث کی طرف رجحان رکھنے والے ہیں“^(۹۴)۔

اوائل صدیوں میں عرب سے آنے والے مشہور محدثین کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ موسیٰ بن یعقوب الشتفی^(۹۵) ۲۔ یزید بن ابی کبشا و مشقی^(۹۶)

۳۔ ابو موسیٰ اسرائیل بن موسیٰ بصری^(۹۷) ۴۔ ابو حفص ریبع بن صبح^(۹۸)

چوتھی صدی ہجری کے دوسرے نصف حصہ میں سندھ پر اسماعیلیوں کی حکومت کے قیام سے لے کر آٹھویں صدی ہجری کے وسط تک زیریں سندھ میں اسماعیلیوں کا اثر کسی نہ کسی شکل میں مسلسل باقی

رہا۔ سندھ پر عربوں کی حکومت ختم ہو جانے کے بعد جو حالات رونما ہوئے۔ ان میں سے عرب ممالک اور بالخصوص حجاز میں واقع علم حدیث کے مراکز سے سندھ کا رابطہ منقطع ہو گیا۔ اس طرح جنوبی ہند میں علم حدیث کا احیاء کرانے میں بھی تاثیر ہو گئی۔

سندھ میں عرب حکومت کمزور پڑ جانے کے بعد شہل مغربی سرحدی جانب سے جب غزنویوں اور غوریوں کی حکومت یہاں قائم ہوئی تو براہ راست محدثین کی آمد و رفت کم ہو گئی ان کی بجائے خراسان اور ماوراء النہر وغیرہ کے علمایہاں فروکش ہوئے۔ اس دور میں مذاہب اربعہ کارواج بھی کسی قدر پڑ چکا تھا اور یہ فتحیں بھی حنفی کتب فکر سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے ساتھی فقہائے کرام کا تعلق علم حدیث سے بہت کم تھا جیسا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے صراحت کی ہے۔ "واشتغالہم بعلم الحديث قليل قدیماً وحديثاً" ^(۹۱) ترجمہ: ان کی قدمی اور جدید زمانہ میں علم حدیث کے ساتھ مشغولیت کم تھی۔

سید عبدالحی حسنی ^(۹۲) لکھتے ہیں: ۶۵۶ھ میں سقوط بغداد کے بعد بر صغیر میں حدیث کی طرف رجحان کم رہا زیادہ تر ادب، شعر، فقہ، اصول فقہ، ریاضی اور یونانی علوم کی طرف رجحان کرتے تھے۔ حدیث کی طرف ان کا انتباہی رجحان تھا جس قدر احادیث فقہ کی کتب میں آجائی تھیں۔ ان کی نظر صرف صفائی کی کتاب مشارق الانوار کی طرف ہوتی تھی اور اگر کوئی مصائق السنہ یا مشکوٰۃ پڑھ لیتا تو اسے محدث سمجھا جاتا تھا۔ ایسا ان کے علم حدیث سے ناوافیت کی بناء پر تھا۔ وہ حدیث کی کتب کونہ پڑھتے تھے نہ جانتے تھے اور نہ ہی محدثین کے بارے میں معلومات رکھتے تھے۔ مشکوٰۃ کو بھی علم اور فہم کے لیے نہیں بلکہ برکت کے لیے پڑھا جاتا تھا۔ وہ تقلید کے قائل تھے اور تحقیق کی طرف ان کامیلان نہیں تھا اس لیے یہاں زیادہ تر ایسے فتاویٰ دیے جاتے تھے جن میں فقه کو احادیث پر فوقيت دی جاتی۔ جب دسویں صدی ہجری میں یہاں علمائے محدثین تشریف لائے تو حدیث کی طرف رجحان شروع ہوا ^(۹۳) اس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ شیخ نمس الدین ترک جب آٹھویں صدی ہجری میں سلطان علاء الدین خلجی کے دور میں وار و ہند ہوئے تو یہاں کے حالات کے متعلق سلطان وقت سے مخاطب ہو کر لکھتے ہیں۔

"میں نے سنا ہے کہ تمہارے شہر میں احادیث مصطفیٰ ﷺ کو نظر انداز کیا جاتا ہے اور فقیہوں کی روایت پر عمل کی دیواریں استوار کی جاتی ہیں، تجب ہے کہ جس شہر

میں لوگ حدیث کی موجودگی میں فقہ کی روایت پر عمل کریں تو وہ شہرتاہ کیوں نہیں ہو جاتا اور اس پر آسمانی مصائب کیوں نہیں پھوٹنے لگتے" (۶۸)۔

سید سلیمان ندوی نے عہد تعلق میں علم حدیث کے متعلق لکھا ہے:

"اس عہد میں علم حدیث کے ساتھ لوگوں کو جو بے انتہائی تھی اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ سلطان غیاث الدین^ر کے زمانہ میں مسئلہ سماع کی تحقیق کے لیے ایک مجلس منعقد ہوئی۔ مناظرہ کے ایک فریق شیخ نظام الدین^ر سلطان الاولیاء تھے اور دوسری طرف تمام علماء۔ شیخ کا بیان ہے کہ جب میں کوئی حدیث بیان کرتا تھا تو علماء بڑی جرأت اور بے باکی سے کہتے کہ اس ملک میں حدیث پر فقہی روایت مقدم سمجھی جاتی ہے اور کبھی یہ کہتے کہ چونکہ اس حدیث سے شافعی^r نے استدلال کیا ہے اور وہ ہمارا مخالف ہے اس لیے ہم اس حدیث کو نہیں مانتے" (۶۹)

اس عمومی حالت کے باوجود یہاں خال خال شخصیات ایسی بھی نظر آتی ہیں جنہوں نے اس بے اعتدالی اور جبود کو قبول نہیں کیا۔ ان میں نامور علماء یہ ہیں:

شیخ حسن بن محمد صنعاویؒ: موصوف کی کنیت ابو الفضائل ہے۔ آپ کا خاندان ماوراء النہر اور غزنیں سے تعلق رکھتا تھا۔ مگر والد محترم نے ہندوستان سکونت اختیار کر لی تھی۔ آپ ۷۵۵ھ لاہور میں پیدا ہوئے۔ آبائی وطن کے اعتبار سے صفاری اور مؤبد کے اعتبار سے لاہوری معروف ہوئے۔ ابتدائی تعلیم والد محترم سے حاصل کی۔ اور تکمیل حجاز، یمن اور عراق کے شیوخ سے کی۔ اپنے وقت کے عظیم محدثین و فقهاء میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ان کی تصانیف کا دائرة، حدیث، فقہ اور لغت تک و سعی ہے۔ جن کی تعداد دور دور جن کے قریب ہے۔ جن میں سب سے مشہور "مغارق الأنوار النبوية من صحاح الاخبار المصطفوية" ہے۔ جو صحیحین کی صرف قولی احادیث کا مجموعہ ہے۔ یہ کتاب سب سے پہلے ہندوستان میں مولانا خرم علی بلہوری المتوفی ۱۲۰۰ھ کے ترجمہ اور تشریح کے ساتھ لکھنؤ سے ۱۲۵۲ھ میں شائع ہوئی۔ (۱۰۰)

علی المتنقی: ان کا مکمل نام علی بن حسام الدین بن عبد الملک المتنقی ہے۔ جو کہ ۸۸۵ھ کو برہان پور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم وہاں سے حاصل کی پھر ملتان میں شیخ حسام الدین المتنقی کے ہاں دوسال رہ کر علوم کی تکمیل کی۔ غالباً المتنقی کا لقب انہیں استاد کی نسبت سے حاصل ہوا۔ حدیث کا معروف دائرۃ المعارف

جو کہ "کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال" کے نام سے مشہور ہے۔ آپ ہی کی تصنیف ہے۔ ان کی وفات ۹۷۵ھ میں ہوئی ^(۱۰۱)۔

شیخ محمد طاہر پٹنی: "پٹن" احمد آباد کے پاس ایک قصبہ کا نام ہے اور اب تک آباد ہے۔ اسی ٹپن میں پیدا ہونے والے شیخ محمد بن طاہر پٹنی کے نام سے مشہور ہوئے۔ موصوف کی حدیث میں بہت سی خدمات ہیں مثلاً: مجمع بخار الانوار فی غرائب التنزیل و لطائف الاخبار، تذکرة الموضوعات، قانون الموضوعات، مختصر فی اسماء الرجال" ان کی مشہور تصنیف ہیں۔ اور مطبوع ہیں۔ موصوف ۹۸۶ھ کو دنیا کو خیر باد کہہ گئے۔ ^(۱۰۲)

شیخ ابوالحسن سندھی: موصوف کا نام محمد، کنیت ابوالحسن اور لقب نور الدین تھا۔ سندھ کے مرکز علم ٹھہر میں پیدا ہوئے۔ یہیں تعلیم و تربیت حاصل کی۔ پھر حجاز مقدس کا سفر کیا اور حصول تعلیم کے بعد حرم نبوی ہی میں تفسیر، حدیث اور فقہ کا درس دینا شروع کر دیا۔ ان کی تصنیفات میں الصاحح ستہ پر حواشی کو خاصی شهرت حاصل ہے۔ بالآخر ۱۱۳۸ھ کو موصوف رحلت فرمائے۔ ^(۱۰۳)

شیخ محمد حیات سندھی: موصوف ۱۲ صدی ہجری کے نامور محدثین میں سمجھے جاتے ہیں جو کہ سندھ کے ضلع سکھر کے علاقہ عادل پور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم وہاں حاصل کی اور اعلیٰ تعلیم کے لیے حجاز پہنچ گئے۔ مولانا ابوالحسن سندھی کی وفات کے بعد انہیں کے جانشین بنے اور ان کی سندھ پر ۲۲ سال حدیث کا درس دیتے رہے۔ ان کی تصنیفات میں : الایتاف علی سبب الاختلاف" اور "تحفۃ الانعام فی العمل بحدیث النبی ﷺ" کے نام مشہور ہیں۔ موصوف ۲۶ صفر ۱۱۶۳ھ کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ ^(۱۰۴)

آخری دور میں شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی نے بھی اپنی تعلیمات کی بنیاد کشف والہام اور مشرب مرشد کی بجائے کتاب و سنت پر رکھی۔ سید سلیمان ندوی رقم طراز ہیں۔ "حضرت مجدد نے اپنی تعلیم کی بنیاد اتباع سنت پر رکھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ علم حدیث اور شامل کی طرف لوگوں کی توجہ مبذول ہونے لگی۔" ^(۱۰۵)

بر صغیر میں کوئی دور ایسا نہیں گزرا کہ جس میں محدثین نظام نے علم حدیث کی آبیاری نہ کی تاہم ان میں سے مشہور یہ ہیں:-

شیخ احمد سرہندی: موصوف ۱۵۶۳ء کو سرہند میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی۔ پھر اعلیٰ تعلیم کے لیے سیالکوٹ، کشمیر وغیرہ کا سفر کیا۔ شیخ نے حدیث کے میدان میں گراں قدر

خدمات سر انجام دیں، اور پھر بالخصوص انہوں نے مسلمانوں کو وجود کے خاتمے اور قرآن و حدیث کے مطالعہ کی بہت رغبت دلائی۔ اسی مناسبت سے ان کا ایک رسالہ "اربعین" کے نام سے منظر عام پڑھے۔ شیخ نے ۲۳ سال کی عمر میں ۱۶۲۳ء کو وفات پائی^(۱۰۴)۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی: یہ جنوری ۱۵۵۱ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت والد ماجد سے حاصل کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لیے مکہ مکرمہ کا سفر کیا۔ ۱۵۹۲ء کو حصول تعلیم کے بعد ہندوستان واپس آئے تو ایک مدرسہ دارالعلوم کی بنیاد رکھی۔ جس میں تدریس حدیث کے علاوہ حدیث پر تحریری کام بھی بہت کیا۔ مثلاً مشکوٰۃ کی دو شریں ایک فارسی زبان میں اشاعت اللعات اور دوسری عربی زبان میں لمعات التشقیح لکھیں۔ فارسی شرح کے مقابلے میں مشکوٰۃ کی عربی شرح زیادہ واضح اور مفصل ہے، نیز مشکوٰۃ کے ہی حوالے سے ایک اور کتاب جامع البرکات منتخب شرح المشکوٰۃ مرتب کی، جس میں مشکوٰۃ کے ہر ایک باب سے ایک یادو حدیثوں کو اخذ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ما ثبت بالسنۃ فی ایام السنۃ، ترجمۃ آحادیث الاربعین، الاحادیث فی ابواب علوم الدین اور دستور فیض النور وغیرہ کتب حدیث بھی موصوف کی ہیں۔ آپ نے ۹۱ سال کی عمر میں ۱۶۳۲ء کو وفات پائی^(۱۰۵)۔

شah ولی اللہ محدث دہلوی: شah ولی اللہ^{۱۱۱۳ھ} کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے ہی علاقے کے بزرگ علماء سے حاصل کی اور اعلیٰ تعلیم کے لیے حرمیں شریفین کا سفر کیا۔ ۱۱۲۳ھ کو ہندوستان واپس آکر خدمت حدیث میں مصروف ہو گئے۔ شah ولی اللہ^{۱۱۱۳ھ} نے اپنی زندگی کے ۷ اسال کی عمر میں ہی تدریس کا آغاز کر دیا۔ اس اعتبار سے تدریس حدیث کے علاوہ حدیث کے میدان میں تحریری شکل میں بھی نمایاں کام سر انجام دیا ہے۔ مثلاً المسوی (عربی) اور المصنی (فارسی) مؤٹلامام مالک کی دو شریں لکھیں۔ نیز جۃ اللہ البالغۃ، الإنصاف فی سبب الإختلاف، مجموعہ رسائلہ اربعۃ، الدر الشمین فی مبشرات النبی الامین، تاویل الاحادیث فی رموز شخص الانبیاء اور مسلسلات کے نام سے مختلف کتب حدیث کو تایف کیا۔ بالآخر شah ولی اللہ^{۱۱۲۶ھ} محرم ۲۹ محرم ۱۱۷۶ء بمرطابق ۱۲۱ اگسٹ ۱۸۶۲ء کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جامے۔^(۱۰۶)

شah عبدالعزیز محدث دہلوی: شah عبدالعزیز^{۱۱۷۳ھ} کو علی خاندان شah ولی اللہ^{۱۱۱۳ھ} کے گھرانے میں پیدا ہوئے۔ موصوف نے خدمت حدیث کے اس بابرکت کام میں حصہ ڈالنے کے لیے بتان الحدثین کے نام سے فارسی زبان میں ایک کتاب تحریر کی، عجالہ نافعہ بھی حدیث پر ان کی کتاب ہے، جس میں محدثین کے

حالات درج ہیں۔ شاہ عبدالعزیز بروز اتوار ۱۸۲۳ء کو ۷ سال کی عمر میں اس دنیا فانی سے کوچ فرمائے گئے^(۱۰۹) بعض تذکرہ نکار انہیں بر صغیر میں علم حدیث کے بانی قرار دیتے ہیں، یہ بات درست نہیں ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے بر صغیر میں علم کی نشأۃ ثانیہ کا آغاز کیا ہے اور علم حدیث رائج کرنے کی بھرپور کوشش کی^(۱۱۰)۔

بر صغیر کے مسلمانوں نے اسلامی علوم کے فروع کے سلسلہ میں تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ اور ادب میں قابل تعریف کارنا مے انجام دیئے ہیں۔ علمائے بر صغیر نے دیگر علوم کی طرح علم حدیث کے فروع کا اہتمام کیا اور کتب حدیث، صحاح ستہ، مسانید اور معاجم وغیرہ کے ترجیح و تشریح اور تحقیق و تخریج میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اس وقت ہمیں ان کتب حدیث کی بہت سی شروحات ملتی ہیں۔ یہ علمائے بر صغیر کی علم حدیث کے ساتھ و الہانہ عقیدت کا بین ثبوت ہے۔ جن میں نمایاں نام یہ ہیں۔

نواب سید صدیق حسن خانؒ: نواب صاحب ہندوستان کے شہر بانس بریلی میں ۱۸۳۲ء کو پیدا ہوئے۔ حصول تعلیم کے بعد حدیث کے میدان گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ موصوف نے عربی، فارسی اور اردو میں دوسو بائیکیں کھصیں جن میں سے علم حدیث پر چند کتابیں یہ ہیں: عون الباری شرح تجوید بخاری، مسک الخاتم شرح بلوغ المرام (فارسی)، منہج الوصول (فارسی)، حدایۃ السائل، الروضۃ الندیۃ شرح درر البھیۃ، فتح المغیث، موائد العوائد وغیرہ۔ سید صاحب ۵۸ سال کی عمر میں فروری ۱۸۹۰ء کو بھوپال میں وفات پا گئے^(۱۱۱)۔

سید نذیر حسین دہلویؒ: سید نذیر حسین دہلوی صاحب بہار کے ضلع موٹگھیر میں پیدا ہوئے۔ موصوف کی تصنیف و تالیف کی تعداد ۵۷ ہے۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں: معیار الحق، ثبوت الحق، واقعات الفتوى ودفعۃ البلوی، فلاح الولی فی اتباع الْنَّبِی ﷺ اور فتاوی نذیریہ وغیرہ۔ اپنے استاد شاہ محمد اسحاق نواسہ شاہ عبدالعزیز کے بلد و حجاز میں جانے کے بعد انہوں نے مندرجہ ذیل حدیث سنچالی۔ میاں صاحب ۱۰۰ سال کی عمر میں ۱۹۰۲ء کو دہلی میں اپنے خالق حقیقی سے جاملے^(۱۱۲)۔

رشید احمد گنگوہیؒ: موصوف سہارپور میں پیدا ہوئے۔ مولانا کو تذکرۃ الرشید کی وجہ سے بہت شہرت ملی۔ ترمذی پر آپ کی تقاریر کا مجموعہ الکوکب الدرری کے نام سے دو جلدیں میں شائع ہے۔ فتاوی رشیدیہ سبیل

الرشاد وغیرہ بھی آپ ہی کی کتب ہیں۔ آپ ۱۹۰۵ء کو تقریباً ۸۷ سال کی عمر میں دنیا فانی کو خیر باد کہہ گئے
(۱۱۳)

مولانا مشس الحق ڈیانویؒ: مولانا ۱۸۵۲ء کو اعظم آباد کے قصبہ ڈیانہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے حدیث کے
میدان میں بہت شہرت حاصل کی۔ کتب حدیث میں سے غاییۃ المقصود فی حل سنن ابی داؤد، القول الحق،
عون المعبود شرح سنن ابی داؤد، التعقیل المفہی علی کتاب سنن الدارقطنی وغیرہ بہت مشہور ہیں۔ آپ نے
۱۲ مارچ ۱۹۱۱ء کو وفات پائی (۱۱۴)۔

مولانا عبدالجبار غزنویؒ: موصوف ۱۸۵۱ء کو غزنی میں پیدا ہوئے۔ آپ نے مدرسہ غزنویہ کی بنیاد رکھی،
جہاں حدیث کی تدریس میں بہت بلند نام پیدا کیا۔ مولانا ۱۹۱۲ء کو فوت ہو گئے (۱۱۵)۔

حافظ عبدالمنان وزیر آبادی: حافظ صاحب اعوان خاندان میں ۱۸۵۰ء کو سیداں ضلع جہلم میں
پیدا ہوئے۔ مولانا نے سید نذیر حسین محدث دہلوی سے حدیث پڑھنے کے بعد وزیر آباد میں دارالحدیث کی
بنیاد رکھی اور ۲۲ سال تک تفسیر و حدیث کا درس دیتے رہے۔ اور ۳۵ مرتبہ پوری صحاح ستہ پڑھائی۔
تصنیف و تالیف کی وجہ سے تدریس کے ذریعے مولانا موصوف نے بر صغیر میں علم حدیث کی اشاعت میں
کوئی کمی نہ چھوڑی۔ آپ نے ۱۹۱۳ء میں وفات پائی (۱۱۶)۔

مولانا وحید الزمانؒ: مولانا کانپور میں ۱۸۵۰ء کو پیدا ہوئے۔ خدمت حدیث میں بہت اہم کردار ادا کیا۔
تقریباً دو درجن سے زائد کتابیں لکھیں ان میں سے حدیث کے موضوع پر درج ذیل کتابیں مشہور
ہیں: کشف المنطاع عن المؤطال ترجمۃ مؤطا امام مالک، الحدی الحمود لترجمۃ سنن ابی داؤد، المعلم لترجمۃ صحیح مسلم،
تسهیل القاری شرح اردو صحیح بخاری، رفع الجاجۃ عن ترجمۃ سنن ابن ماجہ، روض الرمی من ترجمۃ الحجۃ
(سنن نسائی کا ترجمۃ)۔ وحید الزمان صاحب ۱۵ ار می ۱۹۲۰ء کو حیدر آباد میں صدائے ربانی پرلبیک کہہ گئے
(۱۱۷)

انور شاہ کشمیری: شاہ صاحب ۱۸۷۵ء کو کشمیر میں پیدا ہوئے۔ خدمت حدیث کی مناسبت سے ترمذی کی
شرح العرف الشذی کی وجہ سے حدیث میں ان کو شہرت ملی۔ آپ ۱۹۳۲ء کو ۶۰ سال کی عمر میں دیوبند میں
فوت ہوئے۔ (۱۱۸)

خلیل احمد سہارنپوری: خلیل احمد سہارنپوری ۱۸۵۲ء کو سہارنپور میں پیدا ہوئے۔ خدمت حدیث میں سنن ابی داؤد کی شرح بذل المجدود لکھی۔ آپ نے ۱۹۲۷ء کو وفات پائی، اور لفظ الغرقد میں دفن ہوئے۔^(۱۹)

حافظ عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری: آپ ۱۸۶۶ء کو مبارک پور میں پیدا ہوئے۔ حدیث کا علم سید نذیر حسین محدث دہلوی سے حاصل کیا۔ خدمت حدیث کی مناسبت سے سنن ترمذی کی شرح تحفۃ الاحزوی کی وجہ سے شہرت پائی۔ اور پورے عالم اسلام میں مشہور ہو گئے۔ ۱۹۳۵ء کو کچھ عرصہ علیل رہنے کے بعد وفات پائے۔^(۲۰)

حافظ محمد گوندل لوی: آپ گوجرانوالہ کے نواح گوندلانوالہ میں ۱۸۹۷ء کو پیدا ہوئے۔ حافظ عبد المنان وزیر آبادی سے حدیث کا علم حاصل کیا۔ پھر اپنی زندگی کے تقریباً ۲۰ سال تدریس حدیث میں صرف کیے۔ مولانا نے حدیث کی تدریس کے لیے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں دو سال کا عرصہ تدریس میں گزارا۔ آپ نے تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی نمایاں خدمات انجام دیں۔ چند ایک کتب حدیث یہ ہیں: تقاریر صحیح بخاری، شرح مشکلۃ المصائق (عربی)، درس صحیح بخاری، الاصلاح، مقالات حافظ محمد گوندل لوی اور دوام حدیث وغیرہ اس کے علاوہ بھی مختلف موضوعات پر بیس سے زائد کتب لکھیں۔ ۱۹۸۵ء میں فوت ہوئے۔^(۲۱)

مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی: مولانا امر تسر کے قصبه بھوجیان میں ۱۹۰۹ء کو پیدا ہوئے۔ آپ ایک بلند پایہ مصنف اور مؤلف کی حیثیت سے مشہور ہوئے۔ کتب حدیث کی مناسبت سے سنن نسائی کی شرح التعیقات السلفیۃ، فیض الودود تعلیق علی سنن ابی داؤد، پیارے رسول کی پیاری دعائیں جیسی کتب تالیف کیں۔ آپ تین اکتوبر ۱۹۸۷ء کو فوت ہوئے، اور لاہور کے قبرستان میں مدفون ہیں۔^(۲۲)

حدیث کی نشر و اشاعت میں اہم کردار علماء کے ساتھ ساتھ مرکز حدیث کا بھی ہے۔ کیونکہ مرکز حدیث ایک ایسے بنیادی ادارے ہوتے ہیں جن سے بہت باوقار اور بلند عزم و ہمت والی شخصیتیں جنم لیتی ہیں جو حالات کے رخ کو بدلنے میں بہت نمایاں کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ مرکز حدیث آغاز اسلام سے اب تک مختلف صورتوں میں اپنی ذمہ داری نجھارہ ہے ہیں۔ اس کی جدید ترین شکل ایک باقائدہ تعلیمی ادارے کی ہے، جہاں شب و روز سینکڑوں حدیثوں کی تدریس، افہام و تفہیم اور ان پر عمل کا کام جاری ہے۔ بر صغیر کے نمایاں مرکز حدیث میں ادارۃ العلوم الاثریہ، فیصل آباد، جامعہ سلفیہ فیصل آباد، جامعہ

اسلامیہ، گوجرانوالہ، جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ، جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کا نجف، تقویۃ الاسلام، لاہور، جامعہ رحمانیہ، لاہور، جامعہ نعیمیہ، لاہور، جامعہ اشرفیہ لاہور، جامعہ خیر المدارس ملتان، جامعہ سلفیہ بنارس، جامعہ علوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی، جامعہ محمدیہ اوکاٹہ، دارالحدیث رحمانیہ دہلی، دارالحدیث وزیر آباد اور مدرسہ رحیمیہ دہلی قابل ذکر ہیں^(۱۲۳)۔

بر صغیر کے علوم اسلامیہ کے نصاب کو مولانا ابوالحسنات ندوی حنفی نے پانچ ادوار میں تقسیم کیا ہے جن کے مطابق پہلا دور بار ہویں صدی عیسوی اور پندرہویں صدی عیسوی کے درمیان تقریباً ۲۰۰ سال تک رہا۔ اس میں علوم عقلیہ کو فوقيت تھی حدیث میں صرف مشارق الانوار اور مصائف السنة شامل نصاب تھیں۔ دوسرا دور ایک صدی پر محیط ہے جس میں یہی نصاب رائج رہا۔ تیسرا دور جو کہ شاہ ولی اللہ[ؐ] کی وفات تک محیط ہے اس میں مشکوٰۃ المصائف، شامل ترمذی اور صحیح بخاری شامل نصاب ہو گئیں۔ پھر دور چہارم میں صرف حدیث کی کتاب مشکوٰۃ المصائف شامل نصاب رہی۔ دور پنجم ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت ختم ہونے کے بعد شروع ہوا۔ اس نصاب میں کتب حدیث کا بہت زیادہ اضافہ ہوا۔ جس میں صحیح بخاری، صحیح مسلم، موطا، سنن ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ شامل ہو گئیں^(۱۲۴)۔

عصر حاضر کے درس نظامی کے نصاب میں حدیث کو بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ اسی مناسبت سے مدارس سلفیہ میں کتب صحاح اور دیگر کتب حدیث کو بالاستیغاب پڑھایا جاتا ہے، اور پھر افہام و تفہیم کے لیے بھی اپناغا查ا وقت صرف کیا جاتا ہے۔ نیز جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں باقاعدہ حدیث و سیرت میں ایم۔ اے کروایا جاتا ہے اور پھر ہر یونیورسٹی کے ایم۔ اے علوم اسلامیہ میں حدیث کا پرچہ باقاعدہ شامل ہے^(۱۲۵)۔

بر صغیر کے تدریس اسالیب حدیث میں جو طریقہ مروج ہے اس میں مطالعہ، قراءۃ، سماع، مباحثہ، اعادہ، پڑھنے کی مشق اور امالي جیسے اركان شامل ہیں۔ جس سے حدیث کے افہام و تفہیم اور عربی متن کو پڑھنے اور سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔

پاک و ہند میں مذہبی تھبیت سے بالاتر ہو کر تدریس و ترویج حدیث کی سعادت شاہ ولی اللہ[ؐ] کی ذات گرامی کا مقدار تھی۔ آپ نے یہاں معقولی و منقولی نظام تعلیم میں پروردش پائی لیکن جب زیارت حریمین کی اور وہاں علم حدیث کو حاصل کرنے کے بعد ہندوستان واپس آئے تو مسلکی تھبیت کی جگہ بین المسالک

تطبیقی فکر نے لی اور اسی وجہ سے آپ نے مؤٹاکی دو شر حیں المسوی (عربی) اور المصفی (فارسی) میں لکھیں۔ اور جمیل اللہ البالغہ میں اس کو صحیحین کے ساتھ ذکر فرمایا۔ اور فکر محدثین کی طرف رجوع کی طرف تلقین کی۔ اس مشن اور فکر کو لے کر آپ کا خاندان آگے بڑھا یہاں پر دارالحدیث کا قیام اور کتب حدیث کی تدریس میں اضافہ کا سہرا اپنے سرباندھ۔ پھر اسی مشن کو شیخ الکلیل سید نذیر حسین محدث ڈلوی نے چارچاند لگادیئے۔ بقول سید سلیمان ندویؒ کے مدت کا زنگ طبیعتوں سے دور ہوا اور یہ جو خیال ہو گیا تھا کہ اب تحقیق کا دروازہ بند اور نئے اجتہاد کا راستہ مسدود ہو چکا ہے، رفع ہو گیا اور لوگ از سر نو تحقیق و کاؤش کے عادی ہونے لگے۔ قرآن پاک اور احادیث مبارکہ سے دلائل کی خوبی پیدا ہوئی۔ اور قیل و قال کے مکدر گروہوں کی بجائے بدایت کے اصلی سرچشمہ مصافی کی طرف واپسی ہوئی " (۱۴۲) ۔

بر صغیر میں چودھویں صدی ہجری تک علماء ہاتھ سے لکھ کر کتب حدیث پھیلاتے تھے۔ ان میں علم حدیث اور دیگر علوم (عموماً عربی، اردو اور فارسی زبان) کے گراں تدریس پر شامل ہیں۔ تیر ہویں صدی ہجری کے اختتام اور چودھویں صدی کے آغاز میں علمائے بر صغیر نے اسلامی کتب کی اشاعت کے لیے چھاپے خانے قائم کئے اور اسلام علوم خصوصاً علم حدیث کی اہم اور نادر و نایاب کتابیں طبع کیں۔ ان مطالعے سے بہت سی مفید کتابیں چھپ کر منظر عام پر آگئی۔ لیکن بعض لٹریچر اب تک مخطوطات کی شکل میں ہیں۔

بر صغیر میں بہت سے اہل علم اور ادارے ایسے ہیں جنہوں نے ان تصانیف کو مخطوطات کی شکل میں محفوظ رکھنے کا اہتمام کیا ہے۔

حوالی و حوالہ جات

- (۱) طبری، محمد بن جریر، جامع البیان المعروف تفسیر طبری المکتبۃ التجاریہ، القاہرہ ص: ۳۸/۲
- (۲) صدیقی، زبید احمد، ڈاکٹر، عربی ادبیات میں پاک و ہند کا حصہ، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، ۱۹۸۷ء، ص: ۳۱
- (۳) محمد اسلم سیف، قاضی، تحریک الحدیث تاریخ کے آئینہ میں، مکتبہ تعلیمات اسلامیہ، فیصل آباد، ۱۹۹۷ء، ص: ۱۲
- (۴) نسائی، احمد بن شیعیب، السنن، دارالاسلام، الریاض، ۱۹۹۹ء، ص: ۱۳۸، رقم الحدیث: ۳۱۷۳
- (۵) بلاذری، احمد بن بیکر، فتوح البلدان، المکتبۃ التجاریہ الکبریٰ، القاہرہ، ۱۹۵۹ء، ص: ۸۳
- (۶) ندوی، سید سلیمان، عربوں کی جہاز بانی، اسلامک لپچر، حیدر آباد، دکن، ص: ۵۲
- (۷) غازی، محمود احمد، محاضرات حدیث الفیصل ناشران کتب، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص: ۳۱۳
- (۸) رازی، عبد الرحمن بن ابی حاتم، کتاب الجرح والتعديل، دارالكتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۵۲ء، ص: ۸
- (۹) ابن کثیر، ابوالقداء اسماعیل، البدایہ والنبایہ، مکتبۃ المعارف، بیروت، ۱۹۸۳ء، ص: ۹
- (۱۰) ابن ایم ناز، ڈاکٹر، شاہ ولی اللہ اور علم حدیث، مقبول اکیڈمی لاہور، ۱۹۹۳ء، ص: ۱۵۶
- (۱۱) محمد اسحاق، ڈاکٹر، علم حدیث میں بر صغیر پاک و ہند کا حصہ، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ص: ۲۷
- (۱۲) ابن حیثما، ص: ۳۲
- (۱۳) بھٹی، محمد اسحاق، بر صغیر میں اسلام کے اولین نقش، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۷۶ء، ص: ۳۶
- (۱۴) ابن حیثما، ص: ۷۳۔ ابن حزم، ابو محمد علی بن احمد بن سعید، جمہرۃ انساب العرب، دارالمعارف، مصر ۱۳۸۲ھ، ص: ۲۶۲
- (۱۵) مبارکپوری، طہر، قاضی، ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں، مکتبہ عارفین، کراچی، ص: ۱-۲۷
- (۱۶) ابن حجر، احمد بن علی، الاصابہ فی تمییز الصحابة، طبع مصر، ص: ۸/۲۸
- (۱۷) ابن العماد، عبدالجعفی، شذرات الذہب، مکتبۃ القدس، القاہرہ، ۱۳۵۰، ص: ۱/۵۵
- (۱۸) ابن سعد، محمد، الطبقات الکبریٰ، دارالصادر، بیروت، ۱۹۸۵ھ/۱۹۸۰ء، ص: ۷/۱۸۰
- (۱۹) مبارکپوری، خلافت راشدہ اور ہندوستان، تخلیقات۔ لاہور ۲۰۰۳ء، ص: ۸/۱۷
- (۲۰) طبری، تاریخ الامم والملوک المعروف تاریخ طبری، دارالمعارف۔ القاہرہ ۱۹۲۳ء، ص: ۳/۱۸۱
- (۲۱) ابن کثیر، البدایہ والنبایہ، ص: ۱۰/۱۷۷

- (۲۱) طبری، ابن حیر، تاریخ طبری ص: ۱۸۲/۳
- (۲۲) ابن کثیر، البدایہ والنهایہ، ص: ۱۹۹/۱۰
- (۲۳) طبری، تاریخ طبری ص: ۱۸۲/۳
- (۲۴) ابن کثیر، البدایہ والنهایہ، ص: ۱۷۶/۱۰
- (۲۵) طبری، تاریخ طبری ص: ۱۸۰/۳
- (۲۶) مبارکپوری، خلافت راشدہ اور ہندوستان، ص: ۲۶۳
- (۲۷) بھٹی، بر صغیر میں اہل حدیث کی آمد، ص: ۸۷
- (۲۸) طبری، تاریخ طبری ص: ۲۶۲/۳
- (۲۹) بھٹی، بر صغیر میں اہل حدیث کی آمد، ص: ۷۹
- (۳۰) ایضاً، ص: ۸۰
- (۳۱) ایضاً، ص: ۸۱
- (۳۲) ابن حجر، الاصابہ فی تمییز الصحابة، ص: ۲۹/۲
- (۳۳) ایضاً، ص: ۹۳/۵
- (۳۴) بھٹی، بر صغیر میں اہل حدیث کی آمد، ص: ۸۳
- (۳۵) مبارکپوری، ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں، ص: ۷۶
- (۳۶) بھٹی، بر صغیر میں اہل حدیث کی آمد، ص: ۸۵
- (۳۷) ایضاً، ص: ۸۵
- (۳۸) بھٹی، بر صغیر میں اہل حدیث کی آمد، ص: ۸۵
- (۳۹) ابن حجر، الاصابہ فی تمییز الصحابة، ص: ۲/۲۰
- (۴۰) مرزا تقیٰ بیگ، تحقیق نامہ، مترجم انگلش، فریدون بیک کراچی، ص: ۸۷
- (۴۱) عبدالحی حسني، نزہۃ الخواطر، دائرۃ المعارف، حیدر آباد، بھارت، ص: ۱/۳۵
- (۴۲) ایضاً، ص: ۱/۳۵
- (۴۳) مبارکپوری، رجال السنن والہند، المطبعہ الجازیہ، بمبئی، ۱۹۵۸ء، ص: ۲۱۷
- (۴۴) ایضاً، ص: ۳۳۶
- (۴۵) ایضاً، ص: ۲۰۳

- (۴۶) ایضاً، ص: ۸۹
- (۴۷) ایضاً، ص: ۳۳
- (۴۸) فریوائی، عبدالرحمن بن عبدالجبار، جیود مخلصہ فی خدمۃ النبی، الجامع السلفیہ بنارس، ہند ۱۴۰۶ھ، ص: ۳
- (۴۹) ابن حزم جمہرة انساب العرب ص: ۲۶۸، بھٹی، بر صغیر میں اہل حدیث کی آمد، ص: ۹۰
- (۵۰) بھٹی، بر صغیر میں اہل حدیث کی آمد، ص: ۹۰
- (۵۱) مرزا قلیچ بیگ، پیچ نامہ، ص: ۹۹
- (۵۲) ابن حزم، جمہرة انساب العرب، ص: ۲۹۶
- (۵۳) ایضاً، ص: ۲۹۶
- (۵۴) بھٹی، بر صغیر میں اہل حدیث کی آمد، ص: ۹۲
- (۵۵) ایضاً، ص: ۹۲
- (۵۶) ایضاً، ص: ۹۳
- (۵۷) ابن حزم، جمہرة انساب العرب، ص: ۲۵۹
- (۵۸) بھٹی، بر صغیر میں اہل حدیث کی آمد، ص: ۹۵
- (۵۹) ایضاً
- (۶۰) ایضاً، ص: ۹۵
- (۶۱) بخاری، محمد بن اسحاق عیل، تاریخ الکبیر، حیدر آباد دکن، ہند، ص: ۲/ ۲۹۵
- (۶۲) بھٹی، بر صغیر میں اہل حدیث کی آمد، ص: ۹۶
- (۶۳) بھٹی، بر صغیر میں اہل حدیث کی آمد، ص: ۹۷
- (۶۴) ابن حجر، تہذیب التہذیب، ص: ۸/ ۳۵۰
- (۶۵) ابن حزم، جمہرة انساب العرب، ص: ۳۳۲
- (۶۶) مبارکپوری، ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں، ص: ۷۰
- (۶۷) بھٹی، بر صغیر میں اہل حدیث کی آمد، ص: ۹۷
- (۶۸) ابن الاشیر، الکامل فی التاریخ، دارالکتاب العربي، بیروت، ۲۰۰۶ء، ص: ۲/ ۷۸
- (۶۹) بھٹی، بر صغیر میں اہل حدیث کی آمد، ص: ۱۰۰، ایضاً
- (۷۰) ابن حزم، جمہرة انساب العرب، ص: ۲۸۷

- (۷۱) ابن الاشیر، اکامل فی التاریخ، ص: ۳۶/۳
- (۷۲) بھٹی، بر صغیر میں اہل حدیث کی آمد، ص: ۱۰۲
- (۷۳) بخاری، تاریخ الکبیر، ص: ۷۲/۲
- (۷۴) بھٹی، بر صغیر میں اہل حدیث کی آمد، ص: ۱۰۳
- (۷۵) ايضاً، ص: ۱۰۳
- (۷۶) ايضاً، ص: ۱۰۵
- (۷۷) ابن حکیمان، احمد بن محمد، وفیات الاعیان، مکتبۃ النصیہۃ المصریۃ القاہرۃ ۱۹۳۸ء، ص: ۱/۲۳۰
- (۷۸) بلاذری، فتوح البدان، ص: ۲۲۲
- (۷۹) ابن حکیمان، وفیات الاعیان، ص: ۳۸۳/۵
- (۸۰) بھٹی، بر صغیر میں اہل حدیث کی آمد، ص: ۷۰۷
- (۸۱) معارف، مہنامہ، عظیم گڑھ۔ اکتوبر ۱۹۲۸ء، (ج ۲۲، ش ۳) ص: ۲۵۱
- (۸۲) ابن حجر، تہذیب التہذیب ص: ۲۲۸/۳
- (۸۳) مبارکپوری، رجال السنڈ والہند، ص: ۱۰۹
- (۸۴) مبارکپوری، خلافت راشدہ اور ہندوستان، ص: ۲۵۳
- (۸۵) طبری، تاریخ طبری ص: ۵/۲۷۱
- (۸۶) بلاذری، فتوح البدان، ص: ۳۶۹
- (۸۷) ابن اشیر، اکامل، ص: ۳/۳۱
- (۸۸) ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد، امام، میزان الاعتدال، دارالمعرفہ، بیروت، ص: ۱/۳۲۸
- (۸۹) فربیوائی، جہود مختصرہ، ص: ۲۱
- (۹۰) عبدالحی حسني، نزہۃ الخواطر ص: ۱/۳۵
- (۹۱) فربیوائی، جہود مختصرہ، ص: ۱۳
- (۹۲) ايضاً، ص: ۱۸
- (۹۳) ايضاً، ص: ۲۳
- (۹۴) شاہ ولی اللہ، الانساف، ص: ۷۷
- (۹۵) فربیوائی، جہود مختصرہ، ص: ۳۶

- (۹۶) بھٹی، فقہائے ہند، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۷۴ء، ص: ۱/۲۲۳
- (۹۷) ندوی، سید سلیمان، مقالات سید سلیمان ندوی، ص: ۲/۳۰
- (۹۸) عبدالحی، نزہۃ الخواطر، ص: ۱/۱۳۷
- (۹۹) اثری، ارشاد الحق، پاک و ہند میں علمائے اہل حدیث کی خدمات حدیث، ادارہ العلوم الائٹریڈ فیصل آباد، ۲۰۰۱ء، ص: ۱۵
- (۱۰۰) ایضاً، ص: ۱۵
- (۱۰۱) بھٹی، فقہائے ہند ص: ۵/۱۷۵
- (۱۰۲) ترجمان الحدیث، ماہنامہ، لاہور، فروری و مارچ ۱۹۷۹ء
- (۱۰۳) اثری، پاک و ہند میں علمائے اہل حدیث کی خدمات حدیث، ص: ۳۱
- (۱۰۴) ڈاکٹر محمد اسحاق، علم حدیث میں پاک و ہند کا حصہ، ص: ۱۶۵
- (۱۰۵) عبد المصطفیٰ، محمد اشرف، مدارج النبوتة (مقدمہ)، مکتبہ اسلامیہ لاہور، ص: ۶
- (۱۰۶) ناز، ڈاکٹر ایم ایمس، شاہ ولی اللہ اور علم حدیث، مقبول اکیڈمی لاہور، ۱۹۹۳ء، ص: ۱۱۳
- (۱۰۷) عراقی، تذکرۃ النبلاء، بیت الحکمت، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص: ۳۵
- (۱۰۸) ناز، ڈاکٹر ایم ایمس، شاہ ولی اللہ اور علم حدیث، ص: ۱۱۳
- (۱۰۹) عراقی، عبد الرشید، تذکرۃ النبلاء فی ترجم الحلماء، ص: ۳۲۲
- (۱۱۰) ڈاکٹر محمد اسحاق، علم حدیث میں پاک و ہند کا حصہ، ص: ۲۰۲
- (۱۱۱) ارشد، عبد الرشید، بیس بڑے مسلمان، شاہ عالم بارکیٹ، لاہور، ص: ۱۵۰
- (۱۱۲) عراقی، تذکرۃ النبلاء فی ترجم الحلماء، ص: ۲۳۳
- (۱۱۳) ایضاً، ص: ۱۳۱
- (۱۱۴) گھر جاکھی، خالد، سوانح حیات فضل الہی، جمعیت المجاہدین، گوجرانوالہ، ۱۹۳۲ء، ص: ۲۱
- (۱۱۵) چشتی، عبدالحیم، حیات وحید الزمان، نور محمد کارخانہ تجارت آرام باغ، کراچی، ص: ۱۵
- (۱۱۶) ارشد، بیس بڑے مسلمان، ص: ۳۷۰
- (۱۱۷) میرٹھی، عاشق الہی، تذکرۃ النبلاء، مکتبہ قاسمہ سیالکوٹ، ۱۹۷۹ء، ص: ۲۶
- (۱۱۸) عبدالحی، نزہۃ الخواطر، ص: ۸/۲۲۲
- (۱۱۹) حافظ محمد گوندلوی، درس صحیح بخاری، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور، مرتب منیر احمد سلفی، ص: ۹

-
- (۱۲۰) انصاری، عبدالعظیم، تذکرۃ علمائے بھوگیان، ناشر عمر فاروق بھوگیانی، قصور ۱۹۸۳ء، ص: ۲۷
 - (۱۲۱) ظفر، عبدالروف، علوم الحدیث، کتاب سرائے، لاہور ۲۰۱۲ء ص: ۶۷۸-۶۸۹
 - (۱۲۲) قادری، حقانی، ڈاکٹر دینی مدارس نصاب و نظام تعلیم، فضلی سنز، کراچی، ۲۰۰۲ء، ص: ۳۲۱
 - (۱۲۳) سلیمان شعبہ علوم اسلامیہ، اسلامیہ پرنپور سٹی بہاولپور، ۲۰۰۵ء تا ۲۰۰۲ء
 - (۱۲۴) نو شہروی، امام خال، ابو یحییٰ، ترجمہ علمائے حدیث ہند، مرکزی جمیعت الحدیث، لاکل پور، ص: ۳۳۳
